

اسلامی نظام ملکی نظام کا ضامن

تحریر:- مولانا ابو بکر فاروقی۔ فیصل آباد

کا پس زنداں جانا اس ”ٹوپی ڈرامہ“ کی حقیقت کو آشکار کر گیا ہے۔ اسلام کو کبھی طول اقتدار کے لئے استعمال کیا گیا اور کبھی قوم کی نظروں میں ”ہیرو“ بننے کے لئے استعمال کیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں ذاتیات کو اسلامیات پر ترجیح دینا اس بات کی بنیاد دلیل ہے کہ اغیار اور ان کے ایجنٹ کبھی بھی اسلام کی حقیقی تصویر عوام کے سامنے لانے کی سعی نہیں کریں گے اور اس جنم کی خوشبو سے محرومی ہمیشہ کے لئے ہمارے مقدر کا نصیب کرنے کے لئے کوشاں ہیں یعنی اس خواب کی تعبیر حقیقی مظاہر نظر نہیں آرہی۔ آزاد فضاء سے غلامی کی بو آرہی ہے۔ کلچر اور تہذیب کے نام پر فاشی، عریانی کا سیل رواں موجزن ہے۔ ہندوؤں کی رسوم و رواج ہمارے اسلام کے نام لیاؤ حکمرانوں کی زیر سرپرستی اپنے قدم جما چکی ہیں۔ اسلام دشمن چہرے ہمارے آئیڈیل بن چکے ہیں۔ دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے نفرت القاتل ملاحان پاکستان کا شیوہ بن چکا ہے۔ حکمران لاکھوں کشمیری مسلمانوں کے قاتل، بے شمار بھوں، بیٹیوں کی عصمت کے ڈاکو ”بھارت“ کے ساتھ تعلقات کی راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ دو قومی نظریہ کے مخالف اور کائنات کے عظیم منافق کی بانہوں میں بائیس ڈال کر اظہار مسرت نظام، اسلام کی عملاً تنقید کے ساتھ کھلا مذاق تو نہیں

تھے۔ مسلمانوں نے اس خواب کی تعبیر کے حصول کے لئے قربانیوں کی وہ لازوال داستانیں رقم کیں کہ صفحات تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کتنے ہی والدین نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کی قربانی دی۔ کتنی ہی بہوں نے اپنی عزت کی تار تار چادر کی اوٹ سے نظریہ اسلام کی جھلک دیکھی۔ کتنے ہی معصوم بچوں نے میزوں کی اینٹوں پر موت کا رقص کیا اور کتنے ہی نوجوانوں نے اپنی جوانیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کا مقصد کیا تھا؟ ان کی منزل کیا تھی؟ ان کی خواہش کیا تھی؟ ان کی تمنا کیا تھی؟

ان تمام قربانیوں کا مقصد ایک تھا۔ منزل ایک تھی کہ ”اسلام کا نفاذ“ ہو۔ آج پاکستان زندگی کی چون مندر لیں طے کر چکا ہے۔ لیکن وہ تمام خواہشات اور امیدیں جو قیام پاکستان سے وابستہ تھیں۔ دم توڑتی نظر آتی ہیں۔ آزاد فضاء سے غلامی کی بو آرہی ہے۔ چین، سکون، امن و سلامتی کا فقدان نظر آرہا ہے۔ فاشی و عریانی کا سیل رواں موجزن ہے۔ فرقہ واریت کا زہر معاشرے کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ کبھی مارشل لاء کے روپ میں نفاذ اسلام کے خواب کو چہرہ چور کر دیا گیا۔ تو کبھی شریعت بل کے نام پر بھولی بھالی عوام کو اسلام کی حقانیت سے دور کیا گیا۔ اصلاح کرنے والوں

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسے ایک عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی مملکت کے تمام تر امور کی انجام دہی ماسوائے اسلام کے کسی دوسرے قانون و مذہب کی دسترس میں نہیں ہے۔ یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے کہ جسے جھٹلانا محض و قمر کی رعنائیوں کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر ضرورت ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے خطہ ارض پاکستان میں بھی یہی قانون اسلام رائج ہو۔ کیونکہ پاکستان کا قیام اس طویل جدوجہد کا ثمر ہے۔ جو مسلمانان بر صغیر نے اپنے علیحدہ قومی تشخص کی حفاظت کے لئے کی تھی۔ یہ صرف الگ وطن کے حصول کا مطالبہ نہ تھا بلکہ اپنی تہذیب و مذہب کی ترویج و نفاذ کا خواب تھا۔ یہ صرف ہندو معاشرت کی غلامی سے آزادی کی سعی نہ تھی۔ بلکہ اسلامی تمدن و معاشرہ کے قیام کا پہنا تھا۔ اگرچہ ہندو مسلمانوں کے قیمتی تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو مسخ کرنے کے ناپاک عزائم رکھتے تھے اور مسلمان قائدین امت مسلمہ کو ثابت قدمی اور علیحدہ قومی و ثقافتی تشخص کی حفاظت کی تلقین کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت مسلمانان بر صغیر کے دل اسلام کی حلاوت سے معمور ہو چکے تھے اور وہ الگ وطن اور اس میں نفاذ اسلام کے خواہاں

(۱) اسلامی معاشی نظام کی

فوری تنقید

معشیت کسی بھی ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور معشیت پر ہی ملک کی فلاح و ترقی کا انحصار ہے۔ جبکہ پاکستان میں معشیت پر سود حاوی ہے اور سودی معشیت پورے ملک میں اپنی جڑیں وسیع کر چکی ہے۔ حالانکہ سود کی حرمت اظہر من الشمس ہے۔ اسی لئے سود پر مبنی کاروبار اور معشیت نہ صرف دنیا و آخرت میں سے اسلام کی عظمت و شہرت کی شینگی زائل کر دیتی ہے۔ تو اس وقت ملک کی نازک صورت حال میں ضروری ہے کہ اسلام پسندی کا عملی ثبوت دیا جائے اور اسلامی معاشی نظام کی تنقید کو ممکن بنایا جائے کیونکہ اس سے حلال روزی کمائے کے ذرائع میسر ہوں گے اور حرام ذرائع آمدن کی سطح کم ہو سکے گی۔ تو جب افراد قوم کی رگوں میں حلال کمائی سے بنا ہوا خون گردش کرے گا تو وہی خون نہ صرف محبت اسلام سے مخمور ہوگا بلکہ اس کی تربط اسلامی نظام کے نفاذ کی آئینہ دار ہوگی۔

(۲) نظام حکومت کی اصلاح

کسی بھی مملکت کی صحت و سقم کا انحصار اس کے نظام حکومت پر ہوتا ہے اور آج پاکستان میں نظام حکومت اس قدر اپنے نقوش کاڑ چکا ہے کہ یہاں سے کوئی قانون نہیں بلکہ جس کی لاشی اس کی بھینس کی عملی تصویر نظر آ رہی ہے۔ منصب حکومت کی ذمہ داری سمجھنے کی بجائے آباء و اجداد کی جاگیر گردانا جاتا ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ صواب حکومت بلند بانگ دعوے کرنے کی بجائے مملکت خداداد کے خدوخال اس سیرۃ النبی ﷺ سے اخذ کریں

بعض لوگ حالات کے بھور کی تلخیوں سے بیخ پا ہو کر نفاذ اسلام کو ایسا سہانا خواب قرار دیتے ہیں کہ جس کی تعبیر ناممکن ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضمیر کا مجرم سب سے بڑا مجرم ہو کر رہا ہے۔ ضمیر کا چابک، ضمیر کا تازیانہ بہت دردناک ہوتا ہے۔ جب انسان کا ضمیر سو جاتا ہے تو اس میں سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ضمیر کی آواز کے دب جانے کا مطلب کیا ہے؟ تمام انسانی اقدار کا گلا گھونٹ دینا ہاں! جب فرد سے جو معاشرے کی اکائی اور خشت کا درجہ رکھتا ہے۔ انسانیت ختم ہو جائے تو پھر اس کا وجود نہ صرف معاشرے کے لئے ناسور ہے بلکہ خود اس کے لئے بھی باعث رسوائی ہے۔ اب دیکھئے انسانیت اور ضمیر کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور انسان میں انسانیت پیدا کرنے اور ضمیر کو صیقل اور پیدار کرنے کا سرانہب کی جانب لوٹنا ہے اور اسلام وہ مذہب وحید ہے۔ جو ضمیر اور انسانیت کا داعی ہے۔ لیکن جو آج ہمارے معاشرے میں انہی دو چیزوں کا فقدان ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں ایک عام فرد سے لے کر حکمران تک سب میں پیدا ہو جائیں تو معاشرہ و ملک اسلامک رولز کا نظارہ پیش کر سکتے ہیں گویا کہ نظام اسلام کا نفاذ ناممکن ہے اور اگر آج اس کا نفاذ ہو جائے تو نہ صرف تحریک پاکستان کے شہدا کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔ بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں لیکن اب یکبارگی نفاذ اسلام کا انقلاب دیرپا جامت نہیں ہو سکتا۔

لہذا اسلام کے ہی اصول تدریج کے پیش نظر چند بنیادی اور اہم امور کی انجام دہی سے اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل آسان ہو جائے گی اور پاکستان حقیقت میں اسلامی مملکت کا روپ دھار سکتا ہے۔

کیا جا رہا ہے؟ بغل میں چھری منہ میں رام رام کے مترادف رویہ ہمارے امراء المؤمنین کا من چکا ہے کہ ایک طرف نعرہ اسلام بلند کر رہے ہیں اور دوسری طرف قرآنی احکام اور تعلیمات نبوی ﷺ کی صراحتاً خلاف ورزی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

تو اب جہاں نظریہ پاکستان ”لا الہ الا اللہ“ کی تحفہ کا مرحلہ باقی ہے۔ وہاں الجھے ہوئے مسائل کی گتھیوں کو سلجھانا بھی ہے۔ لیکن الجھنیں کون سی کم ہیں۔ کہیں سیاسی میدان میں سیاستدانوں کا ”روایتی ناچ“ کیا الجھنیں ہے تو کہیں حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشیوں کا تسلسل ایک الجھن ہے اور کہیں اپوزیشن اور حلیف جماعتوں کا گرگٹ کر طرح رنگ بدلنا ایک الجھن ہے تو کہیں قوم کے معماروں کا فرائض منصبی سے لاعلم ہونا ایک الجھن ہے۔ اس طرح مذہبی سطح پر جاہلوں کا قبضہ ایک الجھن ہے تو اسلام کے نام پر حکمرانوں کا وطرہ بھی ایک الجھن ہے کہ ہمارے حکمران عوام کی نظریں اسلام سے ہٹا کر ایسے امور کی طرف لے جانا چاہتے ہیں کہ جو عوام کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے۔ شری و اجابائی کے آمد کو ہی لیجئے کیا یہ کروڑوں مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا سبب بنی یا ان کے زخموں پر نمک پاشی کا موجب بنی۔

اہل عقل و دانش اس بات سے آگاہ ہیں کہ غلیظ کافر کے ساتھ خوش گیمیاں کس حد تک ملکی مفاد کے لئے بہترین رہیں؟

بقول شاعر۔

غیر سے دوستی کرو لیکن پہلے کچھ روز آزما لینا ان حالات میں نظام اسلام کا نفاذ کیونکر ممکن ہے؟ ایک ایسا سوال ہے جو اب بھی ارباب عقل و دانش سے جواب کا منتظر ہے۔ لیکن

اور غیر مسلم طاقتوں کے سامنے سر بسجود ہونے کے بجائے نظام خلافت کے نقوش کو ابھارنے کی سعی کریں کہ جس کے سامنے دنیائے عالم کی منہ زور طاقتیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔

(۳) نصاب تعلیم میں توازن

تعلیم انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے۔ جبکہ تعلیم سے دوری اسے تحت الوئی کی گھرائیوں میں دھکیل دیتی ہے۔ اسی لئے کسی بھی ملک کی ترقی اس کے تعلیم یافتہ افراد پر انحصار کرتی ہے اور اس ملک کا نظام تعلیم ایک سانچہ ہے۔ جس میں افراد کو ڈھالا جاتا ہے۔ نظام تعلیم ہمیشہ قومی امنگوں کا مظہر ہوتا ہے۔ اس نظام تعلیم اساتذہ، طلباء، درسی کتب اور ذرائع ابلاغ سب ایک ہی مقصد کی تحمیل کے لئے کام کرتے ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے تو پاکستان کے نظام تعلیم کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ ایسے شہری تیار کرے۔ جو حکومت کے ہر شعبہ میں اس مملکت کے نظریاتی تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ ہمارے نصاب تعلیم میں یہ بنیادی نقص ہے کہ جن ایمانیات، عقائد اور اخلاقیات پر ہماری تہذیب و اخلاق کی ساری بنیاد قائم ہے۔ یہ تعلیم ان کو تقویت پہنچانے کی بجائے الٹا کمزور کرتی ہے۔ ہمارا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم غیر کے ہاتھوں کا کھلونا بن چکے ہیں اور پاکستانی تجاہل عارفانہ کے نشے میں مست طوعاد کرہاں نصاب اور نظام کو قبول کئے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا نصاب تعلیم ایسے لوگ تیار کریں جو اسلام شناس اور مذہب پسندی کے جذبہ سے سرشار ہوں اور تعلیمات اسلامیہ سے واقفیت رکھتے ہوں اور پھر حکومتی ایوان اس قدیم اور جدید علوم کے اس حسین امتزاج کو حصہ مملکت بنائیں اس سے نہ صرف

قوم میں خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوگی جو اسلامی روایات اور تہذیب سے محبت کرتی ہوگی اور یہ تعلیم یافتہ نوجوان وطن عزیز میں نفاذ اسلام کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

(۴) ذرائع ابلاغ کی تطہیر

ذرائع ابلاغ اس جدید دور میں ایک اہم تعلیمی ادارہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور رسائل وغیرہ عوام کی تعلیم و تربیت میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ جس ذہن کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اسی قسم کی عوام کی تربیت ہوگی۔

اسلام کے نظام کے عملاً نفاذ کے لئے ذرائع ابلاغ کی تطہیر از حد ضروری ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ غاشی، عریانی، بے حیائی، بد اخلاقی، لادینیت، جرائم اور قانونیت کی بجائے ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“ کا فریضہ منصبی سر انجام دیں۔ ذرائع ابلاغ کی تطہیر سے عام معاشرہ کی اسلامی اطوار پر اخلاقی ذہن سازی نہایت ہی آسان ہو جائے گی اور یہی چیز نفاذ اسلام کی منزل کو قریب تر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

(۵) عوام الناس کی صحیح

راہنمائی اور ذہن سازی

لوگوں کے عام طبقہ کی حالت زار کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اکثریت ناخواندہ اور ہر سبز باغ دکھانے والے کی تقلید کو لازم سمجھتی ہے۔ ایسی صورتحال میں ضروری ہے کہ عوام الناس کی صحیح طور پر راہنمائی کے لئے ان کی وسیع پیمانے پر ذہن سازی کی جائے اور اس

سلسلہ میں تمام تر ممکنہ سرکاری اور غیر سرکاری وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔ تاکہ پاکستان کا اکثریتی حصہ اسلامی تعلیمات کی کم از کم بنیادی جزئیات سے نااہل نہ رہے۔ ایسے ہی ضروری ہے کہ عوام الناس کو فرقہ وارانہ کتب، کیسٹ اور دوسرے لٹریچر کی بجائے اسلام فنی اور اسلام شناسی پر مشتمل لٹریچر سے نہایت ہی سرعت کے ساتھ متعارف کر لایا جائے تاکہ وہ بھی اسلام کی تعلیمات سے آشنا ہوں۔ اس مقصد کے لئے ارباب اقدار کی توجہ نہایت ضروری ہے۔ تاکہ وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ملک برصغیر کے مسلمانوں کو ایک تحفے، ایک احسان اور ایک آزمائش کے طور پر دیا ہے۔

لیکن آج علماء کرام کی بے حریت نے فرقہ واریت کو ہوا دینا اپنا نصب العین سمجھ لیا ہے اور عوام کو چرب لسانی کے زور پر حق و باطل کے مابین تمیز کرنے والی حس کو بیدار نہ ہونے دینا اپنا مقصد اولین قرار دے دیا ہے۔ کہیں تقلید شخص کے نام پر اطاعت مصطفیٰ ﷺ سے دوری کی سازشوں کا جال بچھایا جاتا ہے تو کہیں تفسیر قرآن کے نام پر مفہیم و مطالب قرآن کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ کہیں دورہ حدیث کے نام پر سنت مصطفویٰ سے لاتعلقی کا ڈھنگ سکھایا جاتا ہے۔ تو کہیں حکمرانوں کی چالپوسی کے ذریعہ منصب عالیہ پر تفویض کو اپنا مشن سمجھا جاتا ہے۔

(۶) احساس ذمہ داری کی بیداری

ہر فرد اپنا یہ نظر دقیق جائزہ لے کہ وہ اسلام کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا وہ خود اپنے مختصر جسم پر اسلام نافذ کر چکا ہے۔ کیا اس کے تمام مقالات زندگی اور معمولات روزمرہ اسلام کے مطابق ہیں؟ اگر نہیں تو بھلا ظلم میں رہ کر

دھار سکتا ہے۔ بشرطیکہ بلند بانگ دعوؤں، خالی خولی نعروں کی بجائے عملی زندگی کی تعمیر ہو اور کوئی بارش کا پسلا قطرہ بننے کی جرأت کرے پھر موسلا دھار نہ صرف ظاہری و باطنی غلاظتوں کو نفاستوں میں بدل دے گی۔ بلکہ چین و طن اپنی تمام تر رعنائیوں اور حسن فطرتی کے ساتھ لہلہائے گا اور نفاذ اسلام کی برکات الہیہ سے پاکستان نہ صرف خود کفیل و ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شمار ہوگا۔ بلکہ اعتبار کے پانچ استبداد سے حقیقی آزادی حاصل کر لے گا اور صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ کھلوانے کا حق دار ہوگا۔

کیلئے علماء کرام کو اعتماد میں لے کر ہر وہ اقدام کریں جس سے مذہب کے نام پر انسانوں کے خون کی ندیاں بہانے والوں کی بھگنی ہو سکے اور ہر پاکستانی در در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کے دروازے کا فقیر بننے کو سعادت مندی سمجھے اور چھوٹی چھوٹی ندیوں اور نہروں سے مستفید ہونے کی بجائے براہ راست چشمہ محمدی ﷺ سے سیراب ہو تاکہ اس کی دینی اور دنیاوی تفتیحیاں دور ہو سکیں۔

خلاصہ بحث

پاکستان میں نظام اسلام کا نفاذ قطعاً ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ یہ خواب حقیقت کا روپ

روشنی کی جستجو کرنے والا کیسے منور ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ خود اس کی طرف پیش قدمی نہیں کرتا۔ آج ہر فرد کے دل سے احساس ذمہ داری ختم ہو چکا ہے۔ مساجد میں اذانیں ہوتی ہیں۔ مگر رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی۔ ان اذانوں سے نہ ہی ایوان باطل میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور نہ ہی مسلم کے دل کی بجز زمین شاد ہوتی ہے۔ چین انسانیت سے اخلاقی اقدار کو ختم کر دینا شعلوں کو ہوائیں دینے کے مترادف ہے اور شعلوں کو ہوائیں دینے والا ساون اسلام کی توقع کیسے کر سکتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ پاکستانی قوم خواب غفلت سے جاگے اور اس کا احساس ذمہ داری بیدار ہو اور ہر فرد اسلام کے بنیادی عقائد سے واقف ہو۔ علم دین سے کسی حد تک آگاہ ہو اور اسی دین کی نشر و اشاعت کے جذبہ سے سرشار ہو اور اسلام کے مطابق عمل کرنے کا عزم مصمم کرے۔

(۷) علماء کرام تاریخچی کردار ادا کریں

علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں اس لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ لوگوں کو ہر قسم کی غلاظتوں سے پاک و خالص اسلام پہنچائیں اور مساجد سے فرقہ وارانہ تشدد پر مبنی فتادی کے بجائے علم و عرفان کے پر نور موتیوں کی بارش ہو۔ بلاشبہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ علماء کرام اپنا قبیلہ درست کر لیں اور عوام کو صحیح فیض پہنچائیں۔ تو کوئی بعید نہیں کہ عوام کے اندر بھی نفاذ اسلام کے جذبہ ابھرے تو ضروری ہے۔ حکمرانوں کے لئے وہ فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے دہشت گردی کے خاتمہ، نفرتوں کے سدباب کے لئے امن و سلامتی کے لئے، اخوت و اتحاد

طلبہ جامعہ سلفیہ کے میٹرک کے نتائج

جامعہ سلفیہ جہاں دینی علوم سے قوم کی متاع عزیز نوجوانان ملت کو بہرہ مند کر رہا ہے۔ وہاں اس کبھی بھی عصری تقاضوں کو فراموش نہیں کیا۔ پروفیسر حضرات کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کی تیاری کرواتے ہیں۔ طلبہ جامعہ نے ہمیشہ نمایاں پوزیشن میں کامیابی حاصل کی ہے۔ جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
1- طارق محمود	560	12- محمد راشد	460
2- عثمان محمود	553	13- محمد نوید	450
3- محمد زبیر	538	14- محمد آصف	445
4- محمد احمد	537	15- سجاد احمد	437
5- محمد اسحاق عامر	525	16- محمد جمیل عباسی (خارج)	436
6- عدنان احمد	518	17- عبداللہ اکبر	431
7- محمد بلال	513	18- حق نواز	420
8- سیف اللہ	494	19- طاہر مجید	386
9- عبدالرزاق	492	20- عابد حسین	362
10- محمد افضل شاکر	465	21- محمد حسن	360
11- عبدالصبور	487		

مندرجہ بالا طلبہ میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ چند طلبہ کی ضمنی آئی ہے۔ ادارہ کامیاب طلبہ کو مبارکباد دیتا ہے۔

ضمنی والے طلبہ

1- علی شیر حیدری	460	6- محمد قاسم	357
2- علی حیدر	336	7- ثناء اللہ بدنی	
3- عطاء الرحمن		8- ارشاد الحسن	
4- احسان الہی		9- محمد سلمان	
5- ثار احمد			